برصغیر اور عرب ممالک میں طبع شدہ مصاحف کا رسم الخط

علمی وتقابلی جائزہ!

ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم سے پہلے جتنی کتابیں نازل ہوئیں، ان کی حفاظت ان امتوں کے اہل علم کے سپرد تھی، مگر قرآن کریم وہ عظیم الشان اور آخری آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔'' (الحجر:۹)

قرآن کریم کے نزول سے لے کر آج تک اس عظیم کتاب پر جو تحقیقی اور علمی کام ہوا ہے، اور اسی طرح ہر دور میں جو بے شمار حفاظ، قراء اور مفسرین گزرے ہیں، وہ اِس حفاظتِ ایزدی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہے کہ ان کے پاس جو قرآن کریم ہے لفظاً وحرفاً یہ بعینہٖ اُس قرآن کریم کے مطابق ہے جسے کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قلمبند کیا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں اِس قدر محبت و اخلاص کے ساتھ تیار کیا تھا کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے ایسا دوام اور شرف قبولیت بخشا کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک ایک لفظ کا رسم الخط نہ صرف کتابوں میں محفوظ ہے، بلکہ عالم اسلام میں طبع شدہ مصاحف کی شکل میں بھی محفوظ ہے، جسے ''رسم عثمانی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام کے عرب وعجم میں پھیل جانے کی بنا پر اکثر قرآن کریم کی قراءات میں اختلاف ہو جایا کرتا تھا، اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہدِ نبوت میں لکھے جانے والے قرآن کریم کو سامنے رکھ کر قرآنی نسخے تیار کرائے، جو مختلف علمی مراکز میں اس طرح ارسال کیے گئے کہ ہر ایک قرآنی نسخے کے ساتھ ایک ایک ماہر قاری بھی روانہ کیا گیا، تاکہ کتاب اور استاذ دونوں کی مدد سے ایسے حفاظ اور قاری تیار ہوں جو علم وعمل دونوں کا پیکر ہوں۔ (المقنع ص:۹، الوسیلۃ، ص:۵۷، سفیر العالمین، ج:۱، ص:۳۱)

چنانچہ ایک نسخہ دمشق اور ایک نسخہ مکہ مکرمہ اور دو نسخے عراق (کوفہ اور بصرہ) روانہ کیے گئے اور دو نسخے مدینہ منورہ کے لیے تیار کیے گئے۔ ان میں سے ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذاتی استعمال کے لیے تھا جو ''مصحف مدنی خاص'' کے نام جانا جاتا ہے، اور دوسرا ''مصحف مدنی عام'' کے نام سے مشہور ہوا، اور دمشق والا ''مصحف

شامی'' مکہ مکرمہ والا ''مصحف مکی'' کوفہ والا ''مصحف کوفی'' اور بصرہ والا ''مصحف بصری'' کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ چھ عدد مصاحف ''مصاحف عثمانیہ'' کے نام سے مشہور ہیں، وہ تمام روایات جو علمِ رسم کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، خواہ وہ امام دانیؒ (وفات:۴۴۴ھ) کی ''المقنع ''میں ہوں، یا امام ابوداودؒ (وفات:۴۹۶ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب ''مختصر التبیین لھجاء التنزیل ''میں، یہ تمام کی تمام روایات انہی ''مصاحف عثمانیہ'' سے ہیں۔

اِن مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط ''رسم عثمانی'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور یہی رسم عثمانی قراءاتِ متواترہ کی بنیاد اور اصل ہے۔ علماء قراءات کے نزدیک کسی متواتر قراءت کے ثبوت کے لیے جن تین بنیادی شرائط کا ہونا ضروری ہے، ان میں رسم عثمانی کی مطابقت اور موافقت بھی شامل ہے، تحقیقی ہو یا تقدیری یعنی حقیقی ہو یا احتمالی۔ اِن مصاحف عثمانیہ میں لکھے جانے والے قرآنی کلمات' نقطوں یا اعرابی حرکات سے یکسر خالی تھے، تاکہ لکھی ہوئی آیات کو زیادہ سے زیادہ قراءاتِ متواترہ کے مطابق پڑھا جاسکے، ہاں! البتہ وہ اختلافی قراءات جو ایک مصحف میں دونوں طرح نہیں آسکتی تھیں، انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف مصاحف میں اس طرح لکھوایا کہ ایک قراءت ایک مصحف میں، تو دوسری قراءت دوسرے مصحف میں آجائے، جیسے سورۂ بقرہ (آیت:۱۳۲) میں ''ووصّی ''بعض مصاحف میں، اور ''وأوصی '' باقی مصاحف میں اور سورۂ توبہ (آیت:۱۰۰) میں ''مِنْ تحتھا ''میں ''مِنْ'' کے اضافے کے ساتھ مصحف مکی میں، اور بغیر ''مِنْ'' کے باقی مصاحف میں۔ اسی طرح سورۂ آل عمران (آیت:۱۳۳) میں ''سارعوا ''بعض مصاحف میں۔ اور ''وسارعوا ''، ''و'' کے اضافے کے ساتھ باقی مصاحف میں۔ اگر آپ کا مصحف روایت حفص میں ہے تو اِن مذکورہ بالا رسم کے اختلافات میں آپ مصحف کوفی کے پابند ہوں گے۔ اور اگر آپ کا مصحف روایتِ قالون یا روایت ورش میں ہے تو آپ مصحف مدنی کے پابند ہوں گے، اور اگر آپ کا مصحف روایتِ دوری بصری میں ہے تو آپ مصحف بصری کے پابند ہوں گے۔ (النشر ۱/۷، الاتقان ۲/۳۹۳)

اِن مصاحف عثمانیہ میں کچھ کلمات میں حذف و اثبات میں بھی اختلاف ہے، یعنی کسی مصحف میں ایک قرآنی کلمے کا الف محذوف ہے تو کسی دوسرے مصحف میں یہی الف ثابت بھی ہے، ایسے کلمات کی بے شمار مثالیں ہیں جو امام دانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں۔

مذکورہ بالا صورت میں آپ دونوں قراءت میں سے کسی بھی ایک کے مطابق قرآن کریم لکھ اور چھاپ سکتے ہیں۔ امام خرّاز رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر کی شرح میں علامہ ابن آجطّا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

....		وفی العظام عنھما فی المؤمنین
وغیر أول بتنزیل أتین		کلا والأعناب بغیر الأولین
لکن عظامه له بالألف		وکل ذلک بحذف المنصف

''فخرج من ھذا أن .... عن أئمتھم'' مفہوم اردو میں یہ ہے کہ:

www.banuri.edu.pk

''تو اِس سے پتہ چلا کہ لفظ''العظام''اور لفظ''أعناب''ان ائمہ رسم: امام دانیؒ، امام ابوداوٗدؒ، اور (منصف) کے مصنف امام ابوالحسن البلنسیؒ (وفات بعد: ۵٦۷ھ) کے نزدیک ان کے مذاہب اوران کی بیان کردہ اُن روایات کے مطابق ہیں جوانہوں نے اپنے شیوخ یا پھر عثمانی مصاحف سے نقل کی ہیں، ان کے مذاہب اور روایات کے مطابق ان دونوں مذکورہ لفظوں''العظام''اور''أعناب''میں الف کے حذف واثبات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور پھر انہوں نے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ امام بلنسیؒ اِن دونوں لفظوں میں حذف الف کے راوی ہیں، جبکہ امام دانیؒ ان مذکورہ لفظوں میں اثباتِ الف کے قائل ہیں، ماسوائے اُن دو لفظوں کے جو سورۂ مؤمنون (آیت:۱۴) میں واقع ہوئے ہیں، امام دانیؒ نے صرف اِس لفظ''العظام''سے الف حذف کیا ہے جو مذکورہ آیت میں دو مرتبہ آیا ہے، جبکہ امام ابوداوٗدؒ اِن دو لفظوں''العظام''اور''أعناب''کے تمام مواقع میں حذفِ الف کے قائل ہیں، ماسوائے چار کلمات کے، دو''العظام''اور دو پہلے والے''أعناب''ہیں۔ (التبیان فی شرح مورد الظمآن شرح البیت:۱۲۱-۱۲۳)

چنانچہ مصاحف مغاربہ بلنسیؒ کے مذہب کے مطابق اور مصاحف مشارقہ ابوداوٗدؒ کے مذہب کے مطابق اور برصغیر اور لیبیا کے مصاحف دانیؒ کے مذہب کے مطابق چھپے ہوئے ہیں۔ اوران مصاحف عثمانیہ میں اکثر وبیشتر ایسے کلمات ہیں جن کے رسم الخط میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ وہ تمام مصاحف میں ایک ہی رسم الخط کے ساتھ لکھے گئے ہیں، اس لیے علماء نے لکھا ہے کہ ایسے کلمات کو قرآن کریم لکھتے یا چھاپتے وقت مذکورہ بالا رسم الخط کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے اوراس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، چاہے آپ کا مصحف کسی بھی روایت یا قراءت میں ہو۔ (البرہان۲/۱۳- الاتقان ٦/۲۱۹۹)

اختلافی کلمات اور مذاہب رسم

وہ اختلافی کلمات جن کا رسم الخط مصاحف عثمانیہ میں مختلف پایا گیا جن کی تعداد ہزاروں میں نہیں صرف سینکڑوں میں ہے، ان کلمات کو لکھنے یا چھاپنے کے لیے علمائے رسم کے چار مذاہب اور مدارس (سکول آف تھاٹ) ہیں۔

۱:...... پہلا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو''مدرسة المشارقة''کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کے مطابق آج مصر، سعودی عرب، شام، عراق اور کچھ دیگر عربی ممالک میں روایتِ حفص یا روایتِ دوری بصری کے مطابق قرآن کریم چھپ رہے ہیں۔

اِس مدرسے میں اختلافی قرآنی کلمات میں اکثر وبیشتر امام ابوداوٗدؒ (وفات:۴۹٦ھ) کی ترجیحات پر عمل کیا جاتا ہے، جوانہوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب''مختصر التبیین لهجاء التنزیل''میں بیان کی ہیں، کچھ مسائل وکلمات ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں امام ابوداوٗدؒ نے اپنی اس کتاب میں نہ تو کسی روایت کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے، ایسے تمام قرآنی کلمات میں مذکورہ بالا''مدرسة

المشارقة ‘‘میں جورائے اختیار کی گئی ہے وہ اثبات الف کی ہے، جو کہ قیاسی رسم الخط کے بھی عین مطابق ہے۔ اِس منہج کو سب سے پہلے امام خرّاز رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۷۱۸ھ) نے اپنی مشہورزمانہ کتاب ’’مورد الظمآن ‘‘میں بیان کیا اوراس کے بیشتر شرّاح نے بھی ان سے اتفاق کیا ہے، اور اِس منہج کو جنہوں نے عملی جامہ پہنایا، وہ ہیں مصر کے مشہور عالم وقاری شیخ رضوان مخللاتی (وفات: ۱۳۱۱ھ)۔(انظر التعریف بمصحف المدینة بروایة حفص)

۲:......دوسرا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جسے علماء رسم ’’ مدرسة المغاربة ‘‘ کا نام دیتے ہیں، جس کے مطابق صدیوں سے مراکش، جزائر، تیونس اور کچھ افریقی ممالک میں روایتِ قالون اور روایتِ ورش میں قرآن کریم لکھے اور چھاپے جاتے رہے اور چھاپے جارہے ہیں۔

اِس مدرسے میں بھی اختلافی قرآنی کلمات میں اکثر وبیشتر امام ابوداؤدؒ ہی کی ترجیحات پر عمل کیا جاتا ہے، ان کا سابقہ مدرسہ سے اختلاف صرف چند قرآنی کلمات میں ہے، جن میں سے بیشتر کا تعلق اُن کلمات سے ہے جن کے بارے میں امام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب میں سکوت اور خاموشی اختیار کی ہوئی ہے، اِس مدرسہ میں ایسے قرآنی کلمات میں اثبات کے بجائے امام ابوالحسن البلنسیؒ (وفات بعد: ۵۶۷ھ) کی ترجیحات و اطلاقات کی روشنی میں حذف کو اختیار کیا گیا ہے۔(انظر التعریف بمصحف المدینة بروایتَی قالون وورش)

میں یہاں بطورِ مثال صرف ان آیات کا ذکر کروں گا جن میں لفظ ’’عظام‘‘ آتا ہے، وہ تمام تیرہ (۱۳) آیات ہیں۔ امام ابوداؤدؒ نے اپنی کتاب ’’مختصر التبیین ‘‘ میں ان تمام آیات میں ’’ظاء‘‘ کے بعد والا الف محذوف کرنے کی روایت بیان کی ہے، ماسوائے سورۂ بقرہ اور سورۂ قیامۃ کے، سورۂ بقرہ میں سکوت، جبکہ سورۂ قیامۃ میں اثباتِ الف کی روایت نقل فرمائی ہے۔ اب سورۂ بقرہ والی آیت میں ’’ مدرسة المشارقة ‘‘اور’’مدرسة المغاربة ‘‘میں اختلاف ہے، مشارقہ اُسے اپنے منہج اور اصول کے مطابق اثباتِ الف کے ساتھ لکھتے ہیں، جبکہ مغاربہ اُسے اپنے منہج اور اصول کے مطابق حذفِ الف کے ساتھ لکھتے ہیں، اس لیے کہ امام ابوالحسن البلنسیؒ کے نزدیک اس کا الف محذوف ہے۔

اسی طرح وہ افعال یا اسماء جو تثنیہ کے صیغوں کے زمرے میں آتے ہیں ان کا وہ الف جو غیر متطرف ہے، اس میں بھی اختلاف ہے، مشارقہ کے مصاحف میں امام ابوداؤدؒ کے اختیار اور ترجیح کے مطابق تثنیہ کا الف ثابت ہے، سوائے چار صیغوں کے جن میں مشارقہ نے علامہ ابن عاشرؒ (وفات: ۱۰۴۰ھ) کے مذہب کے مطابق الف کو حذف کیا ہے، جبکہ مغاربہ کے مصاحف میں یہ الف تمام الفاظ تثنیہ میں محذوف ہے، صرف ’’تکذبان ‘‘ میں ثابت ہے، یہ مذہب انہوں نے امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’المقنع ‘‘ سے لیا ہے، برصغیر پاک وہند میں چھپنے والے تمام مصاحف میں بھی تثنیہ کے ان تمام الفاظ کے غیر متطرف الف امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق محذوف ہیں، حتیٰ کہ ’’تکذبان ‘‘میں بھی محذوف ہے۔(مختصر التبیین: ۱۸۸/۲۔ المقنع، ص: ۱۷۔ نشر المرجان: ۳۱/۱)

اسی طرح لفظ ''برکت'' سے مشتق تمام الفاظ کے الف مصاحف مشارقہ میں کہیں محذوف تو کہیں ثابت ہیں، جبکہ مغاربہ اور ہندو پاک کے مصاحف میں یہ الف اِن تمام الفاظ میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق محذوف ہیں، اس کی مثالیں ہیں ''مبارک'' اور ''مبارکا'' اور ''تبارک'' وغیرہ۔ (سفیر العالمین: ۲/۱۱۷-۱۱۸) مشارقة اور مغاربة کے مابین اختلافی کلمات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے راقم کا عربی مضمون جس کا عنوان ہے: ''ظواهر الرسم المختلف فيها بين مصاحف المشارقة ومصاحف المغاربة المعاصرة: عرض وتأصيل'' (مجلة تبيان للدراسات القرآنية ، الرياض)

۳:...... تیسرا مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو امام دانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۴۴۴ھ) کی کتاب ''المقنع'' سے لیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ وہ الفاظ اور قرآنی کلمات جن کا ذکر آپ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، وہ ان کے مذہب کے مطابق یا اُن کے کسی قول کے مطابق لکھے جائیں، اور جن کلمات والفاظ کا آپ نے ذکر نہیں کیا یا ان کا ذکر کرنا بوجہ اختصار ضروری نہیں سمجھا، تو انہیں اصل اور قیاسی رسم الخط کے مطابق الف کے اثبات کے ساتھ لکھا جائے، اسی منہج کو امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظم ''العقیلة'' اور امام خرّاز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مورد الظمآن'' میں لکھا ہے، اور ان دونوں کتابوں کے تمام شرّاح نے بھی اس منہج پر اتفاق کیا ہے۔

(ارشاد القراء والكاتبين للمخللاتى ۱/۲۷۵، ۳۳۱ وسفير العالمين ۱/۱۱۶ ، اور مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے راقم کا عربی مضمون جس کا عنوان ہے: ''حكم الألفات التي سكت عنها الامام الدانيؒ فى كتابه المقنع: دراسة منهجية'' مجلة البحوث والدراسات القرآنية الصادرة عن مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية ،العدد الثالث عشر، ۱۴۳۵ للهجرة'')

اسی منہج کے عین مطابق لیبیا میں ۱۹۸۹ء میں روایتِ قالون کے مطابق قرآن کریم چھاپا گیا، اور اسی منہج کے مطابق ہندو پاک میں بھی قرآن کریم چھاپے گئے، سوائے اُن چند کلمات کے جو امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء رسم کی رائے کے مطابق لکھے گئے ہیں، جن میں جمع مذکر سالم کے وہ الفاظ بھی شامل ہیں جو قرآن کریم میں ایک یا دو مرتبہ آئے ہیں، جن کے بارے میں خود امام دانی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض متاخرین کی روایت ہے کہ وہ اِن الفاظ میں قلیل الدور ہونے کی وجہ سے اثبات الف کے قائل ہیں۔ (الجامع لابن وثيق ، ص: ۳۹ ۔ سفير العالمين ۱/۷۵)

یہی وجہ ہے کہ ہندو پاک میں چھپنے والے تمام مصاحف میں ایسے جمع مذکر سالم کے تمام کلمات میں الف ثابت ہیں، خصوصاً قدیم مصاحف میں اس کی پابندی زیادہ ہے، بنسبت جدید مصاحف کے جو انجمن حمایت اسلام کے مصحف کے بعد چھاپے گئے ہیں۔

۴:...... چوتھا اور آخری مذہب یا مدرسہ وہ ہے جو امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۵۹۰ھ) کی کتاب (عقيلة أتراب القصائد) سے لیا گیا ہے جو کہ سابقہ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے چنداں مختلف نہیں، کیونکہ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کتاب ''المقنع'' کو اپنے نپے تلے اشعار کی بدولت دریا کو کوزے میں بند کیا ہے، مگر گنتی کے چند الفاظ ہیں جن میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے، ایسے تمام الفاظ میں برصغیر ہندو پاک میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر عمل کیا گیا ہے، میں اس کی وضاحت صرف دو مثالوں سے بیان کرنا چاہتا ہوں:

پہلی مثال ہے سورۂ شوریٰ (آیت:۲۲) میں ''**روضات الجنات**'' کے دونوں لفظ جو کہ جمع مؤنث سالم کے صیغے ہیں۔ امام دانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ قواعد رسم کے مطابق اِن دونوں الفاظ کے الف محذوف ہونے چاہئیں، مگر اِن دونوں کے الف مشارقہ، مغاربہ اور لیبیا کے مصاحف میں ثابت ہیں، اس لیے کہ شیخین (دانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ) نے ان دونوں لفظوں میں اثباتِ الف نقل کیا ہے، مگر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع مؤنث سالم کا قاعدہ بیان کرتے وقت اِن دونوں الفاظ کو عام قاعدے سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا، گویا اِن دونوں الفاظ کے الف امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قاعدہ مذکورہ کے مطابق محذوف ہی ٹھہریں گے۔ (المقنع، ص:۲۳۔ مختصر التبیین ۴/۱۰۹۰۔ سفیر العالمین ۱/۸۷)

یہی وجہ ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیحات پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں الفاظ میں الف کو محذوف رکھا گیا ہے۔

دوسری مثال لفظ ''**عالِم**'' کی ہے جس کے بارے میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صرف سورۂ سبأ میں (آیت:۳) اس کا الف محذوف ہے، باقی گیارہ الفاظ میں الف ثابت ہے، چنانچہ مصحف لیبی میں اسی پر عمل کیا گیا ہے، مگر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظم ''**العقیلة**'' میں لفظ ''**عالِم**'' میں مطلقاً الف کو محذوف قرار دیا ہے، چاہے وہ سورۂ سبأ میں ہو یا کسی اور سورت میں۔ (المقنع، ص: ۸۹، مختصر التبیین:۳/۹۹۴، العقیلة، ص:۱۴)

یہی وجہ ہے کہ برصغیر ہندو پاک میں چھپنے والے تمام مصاحف میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیحات پر عمل کرتے ہوئے تمام الفاظ ''**عـالِم**'' میں الف کو محذوف رکھا گیا ہے، جو کہ قرآن کریم میں بارہ مرتبہ آیا ہے، اسی طرح کچھ اور کلمات ہیں جن میں قراءاتِ متواترہ کا خیال رکھتے ہوئے امام دانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے برعکس چند دیگر علماء کی رائے کے پیش نظر ہندو پاک کے مصاحف میں ایسا رسم اختیار کیا گیا ہے جس سے مختلف قراءات اخذ کی جاسکیں، اس کی بے شمار مثالیں ہیں جو میں نے اپنی عربی بحث ''**رسم مصحف مطبعة تاج: دراسة نقدية مقارنة**'' میں تفصیل سے ذکر کی ہیں، جو شاہ فہد کمپلیکس (مدینہ منورہ) کی طرف سے شائع ہو چکی ہے، جو کہ صفر (۱۴۳۶ھ) میں منظر عام پر آجائے گی۔

یہاں میں صرف ایک مثال بیان کروں گا، وہ ہے لفظ ''**أفئدة**'' جو کہ قرآن کریم میں (۱۱) مرتبہ آیا ہے، تمام جگہ میں فاء کے بعد والا ہمزہ بغیر کرسی (یاء کے شوشے) کے لکھا گیا ہے، مگر صرف سورۂ ابراہیم (آیت: ۳۷) میں (**أفئدة من الناس**) میں برصغیر کے مطبوعہ مصاحف میں یاء کے شوشے کے اوپر ہمزہ لکھا گیا ہے، اس لیے کہ اس میں ہشام (عن ابن عامر الشامی) کی قراءت ہے، جس میں وہ ہمزہ کے بعد یاء کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔ (نثر المرجان :۳/۳۶۵، إرشاد القراء والکاتبین: ۱/۵۸۳) اِن مندرجہ

www.banuri.edu.pk

بالا گزارشات کے بعد ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ہندو پاک میں چھپنے والے تمام قرآن کریم امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''**المقنع**'' اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''**العقیلة**'' کے تقریباً ۹۷، ۹۸٪ فیصد مطابق ہیں۔ (رسم مصحف مطبعة تاج: دراسة نقدية مقارنة. ضمن بحوث ندوة طباعة القرآن الكريم ونشره بين الواقع والمأمول : ۱۲۹۵/۳)

برصغیر کے علماء واکابرین نے قرآنی رسم الخط میں ایسا علمی اور مدلل منہج اپنایا ہے جو کہ صدیوں سے چلا آرہا ہے جس میں قرآن کریم کے ہر ہر لفظ کو علماء رسم کے اقوال کی روشنی میں انتہائی احتیاط سے لکھا گیا ہے، جو کہ ایک لائق تحسین اور مبارک عمل ہے، ہمیں اِن کی کوششوں اور کاوشوں کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے، بلکہ اِس رسم الخط کی حفاظت بھی کرنی چاہیے، جسے انہوں نے انتھک محنت و اخلاص سے صدیوں سے اپنایا ہوا ہے۔ باقی کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کی تعداد ۱۵-۲۰ ہے، جو برصغیر کے مصاحف میں امام دانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر علماء رسم ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مذہب کے مطابق ہیں۔ نیز رسم کے علاوہ باقی تمام مسائل چاہے وہ ضبط وشکل سے متعلق ہوں، یا وقوف اور رکوعات سے، یہ تمام مسائل توقیفی نہیں، بلکہ خالصۃً اجتہادی ہیں۔

ہاں البتہ ان مصاحف میں چند ایک طباعت کی اغلاط ہیں جن کی درستگی کی اشد ضرورت ہے، یہ وہ اغلاط ہیں جن کا شاہ فہد کمپلکس میں چھپنے والے تاج کمپنی (۱۵ سطری) کے مدینہ ایڈیشن میں ازالہ کر دیا گیا ہے، جن کی تعداد دس (۱۰) سے بھی کم ہے، اس لیے شاہ فہد قرآن کمپلکس سے چھپا ہوا پاکستانی قرآن کریم رسم عثمانی کے عین مطابق ہے، البتہ ضبط وشکل اور وقوف دونوں ہی تمام علمائے رسم کے نزدیک اجتہادی ہیں، اور وہ ضبط وشکل جو برصغیر میں طبع شدہ مصاحف میں اختیار کیا گیا ہے وہ عجمیوں (غیر عرب) کے مزاج اور ذوق کے عین مطابق ہے، گو اس میں بہتری کی بہت حد تک گنجائش ہے۔

شاہ فہد کمپلکس نے مشارقہ اور مغاربہ اور دانی رحمۃ اللہ علیہ ان سب کے منہج کے مطابق بے شمار قرآن چھاپ کر دنیا بھر میں مفت تقسیم کیے ہیں، مشارقہ کے روایتِ حفص اور روایتِ دوری بصری میں، اور مغاربہ کے روایتِ قالون اور روایتِ ورش میں، اور امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے روایتِ حفص میں تاج کمپنی مدینہ ایڈیشن کی شکل میں۔ شاہ فہد قرآن کمپلکس (مدینہ منورہ) جیسے عظیم اور دنیا کی منفرد ادارے کی خدمت قرآن کریم پر یہ عظیم کاوشیں تاریخ اسلام میں سنہرے حروف میں لکھی جائیں گی اور ان شاء اللہ! رہتی دنیا تک ان خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِس قرآن کمپلکس کے ذمہ داران اور سعودی عرب کے فرماں روا شاہ عبداللہ کی اِن اسلامی اور قرآنی بے لوث خدمات کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ انہیں مزید قرآن کی خدمت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

www.banuri.edu.pk